قرآن وسنت: دائمی ہدایت کا سرچشمہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی طبعی عمر پوری فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس دنیا سے پردہ فرما گئے، لیکن اپنی امت کی رہنمائی کے لیے دو عظیم الشان خزانے، یعنی قرآنِ حکیم اور اپنی سنتِ مبارکہ، اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ قرآن کے بعد فصاحت و بلاغت، حکمت و ہدایت میں اگر کسی چیز کو دوسرا درجہ حاصل ہے تو وہ احادیثِ نبویہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سنتِ نبویہ کے بغیر قرآنِ کریم پر عمل مکمل طور پر ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر قرآن میں نماز کا حکم وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے ذریعے دیا گیا ہے، لیکن اس کا طریقہ، رکعات کی تعداد، نماز کے اوقات، اذکار اور دیگر تفصیلات ہمیں صرف نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے ہی معلوم ہوئیں۔ آپ نے اپنے اقوال و افعال کے ذریعے ان تعلیمات کی وضاحت فرمائی، اور انہی اقوال و افعال کو **"حدیث"** کہا جاتا ہے۔

جب قرآن میں زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ کے ذریعے آیا، تو اس کی مقدار، یعنی مال کا چالیسواں حصہ، نبی کریم ﷺ کی زبانی بیان کی گئی۔ جب کوئی قبیلہ اسلام قبول کرتا تو رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام میں سے کسی کو ان کی تعلیم کے لیے بھیجتے، جو نہ صرف قرآن سکھاتے بلکہ حضور ﷺ کے فرامین اور عملی سنتیں بھی سکھاتے۔

کچھ صحابہ کرام ایسے تھے جو صرف جمعہ یا عیدین پر حاضری دیتے؛ ان کو دین کی تعلیم دیگر صحابہ سے ملتی، جو آپ ﷺ کے اقوال و افعال کو ان تک پہنچاتے۔ اسی لیے قرآن کو سمجھنے کے لیے خود قرآن نے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کا حکم دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی روایتِ حدیث کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا، اور عہدِ نبوی ہی میں احادیث کی اشاعت کا آغاز ہو گیا تھا۔ صحابہ کرام نے یہ عظیم کام بعد کے ادوار میں تابعین اور پھر تبع تابعین تک منتقل کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔"**

اس حدیث نے روایتِ حدیث میں صحتِ سند کو لازمی قرار دیا، اور یہیں سے علم اسماء الرجال اور تدوینِ حدیث کی بنیاد رکھی گئی۔

علم فقہ کی بنیاد

دین کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنے کا نام "فقہ" ہے۔ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے اندازِ گفتگو سے یہ سمجھ لیتے تھے کہ کس چیز سے روکنا مقصود ہے، کس میں ناپسندیدگی ہے، اور کیا چیز فرض، واجب، سنت، مستحب یا حرام ہے۔ اسلامی فتوحات کے بعد جب

نئی صورتِ حال اور نئے مسائل پیش آئے تو احکام کی تشریحات اور ان پر قیاس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ دورِ صحابہ ہی میں فقہی اصول مرتب ہونے لگے اور احکام کو اخذ کرنے کے ضوابط قائم ہوئے۔

حدیث کی تدوین و تصنیف

اگرچہ احادیثِ نبویہ کی باضابطہ تدوین بعد میں ہوئی، لیکن ان کا تحریری اندراج عہدِ نبوی ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ خلفائے راشدین کے دور میں فقہ و حدیث کی تعلیم عام ہو گئی۔ اس وقت زیادہ تر روایت زبانی تھی، کیونکہ عربوں کے حافظے نہایت قوی تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے باقاعدہ طور پر حدیث کی جمع و تدوین کا حکم دیا۔ سب سے پہلے سعد بن ابراہیم نے احادیث کو جمع کیا۔ انھوں نے **"امام"** تحریر کی جو اس فن میں اولین تصنیف تھی۔ زہری (وفات 124ھ) نے اپنی کتاب المغازی میں غزوات کی تفصیلات تحریر کیں۔ بعد ازاں عباسی دور میں علمِ حدیث کی تدوین و تالیف کو عروج حاصل ہوا۔

کتابت اور خطاطی کی ترقی

اسلام سے قبل عرب میں لکھنے کا رواج کم تھا۔ قریش میں صرف چند افراد لکھنا جانتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے کتابت کو فروغ دیا اور آپ کے دور کے آخر تک لکھنے والوں کی تعداد تقریباً چالیس تک پہنچ گئی۔ دورِ خلافتِ راشدہ میں فتوحات کی وسعت کے باعث کتابت کو مزید فروغ ملا۔ ابتدا میں عربی رسم الخط میں نہ نقطے ہوتے تھے نہ حرکات، لیکن بعد میں حجاج بن یوسف اور نصر بن عاصم نے حجاز (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ حجاز میں واقع ہیں) میں رائج رسم الخط (خطِ کوفی) کو بہتر بنانے کے لیے نقطے اور حرکات متعارف کروائے۔ اس اصلاح کے نتیجے میں قرآنِ کریم کی قراءت میں آسانی پیدا ہوئی۔

یوں قرآن و سنت کی حفاظت، تعلیم اور تدوین کا جو مبارک سلسلہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں شروع ہوا، وہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے محدثین و فقہاء کے توسط سے ایک محفوظ اور منظم علمی ورثے کی شکل اختیار کر گیا، جو رہتی دنیا تک امت کی ہدایت کا ذریعہ رہے گا۔

حدیث کا مطالعہ

مطالعہ حدیث ہمارے لیے انتہائی ضروری ہے کیونکہ کوئی بھی شخص قرآن کو اس وقت تک مکمل طور پر نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ حدیث کو نہ سمجھے۔ اسی طرح، حدیث کو سمجھنے کے لیے قرآن کا بنیادی علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

(سورۃ النحل، آیت 44)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی طرف قرآن مجید کو نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کے لیے اس کی وضاحت کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے، تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

مطالعہ حدیث کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے نبی کریم ﷺ کے چند ارشادات ملاحظہ کریں:

"جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ نے حرام ٹھہرایا ہے تو وہ بھی ویسے ہی حرام ہے جیسا کہ وہ چیز حرام ہے کہ جسے اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں حرام کہا ہے۔" یہ روایت سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن ابو داؤد اور مسند احمد میں موجود ہے۔

امام مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک ان دونوں کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب اللہ اور میری سنت۔" (رواہ في الموطا)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں۔" (بخاری و مسلم)

حدیث کی تعریف

حدیث کی تعریف محدثین کے نزدیک یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے قول، فعل، سیرت، احوال اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کا ارشاد، عمل، اخلاق و عادات، ظاہری اوصاف اور آپ ﷺ کی تقریر سب حدیث کے دائرے میں آتے ہیں۔ یہاں **"تقریر"** سے مراد وہ عام مفہوم نہیں ہے جو آج کل رائج ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا اور آپ ﷺ نے اسے دیکھا یا سنا، لیکن اس پر خاموشی اختیار کی، تو آپ ﷺ کا یہ سکوت **"تقریر"** کہلاتا ہے۔

صحابی، تابعی اور تبع تابعی کی تعریف

صحابی: وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی ہو یا آپ ﷺ کی صحبت کا شرف پایا ہو۔

تابعی: وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں کسی صحابی کو دیکھا ہو یا اس سے محبت و تعلق رکھا ہو۔

تبع تابعی: وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں کسی تابعی کو دیکھا ہو یا اس کی محبت پائی ہو۔

حدیث کا متن اور سند

حدیث کا متن وہ عبارت ہوتی ہے جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہوتی ہے۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو آپ ﷺ نے کسی موقع پر کہے، یا جو آپ کے عمل، آپ کی سیرت یا آپ کی تقریر سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ الفاظ، عمل، سیرت یا تقریر ہی اصل حدیث کے طور پر نقل کیے جاتے ہیں۔

سند حدیث

سند حدیث وہ سلسلہ ہے جو حدیث کے راویوں کا ذکر کرتا ہے، یعنی وہ افراد جو حدیث کو ایک دوسرے سے نقل کرتے ہوئے آخر کار نبی کریم ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ اس میں ہر راوی کا نام اور اس کی حیثیت کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ حدیث کس راوی سے کس راوی تک پہنچی ہے اور اس کا سلسلہ کتنا مستند ہے۔ حدیث کی سند کو جانچنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس سے ہی حدیث کی صحت کا اندازہ ہوتا ہے۔

مطالعہ حدیث کا طریقہ

اگرچہ یہ ایک وسیع علم ہے جس میں کئی تکنیکی باتیں شامل ہیں، لیکن ایک آسان طریقہ بیان کیا جارہا ہے۔ یہ طریقہ دو یا تین اہم نکات پر مبنی ہے، جو ہر تعلیم یافتہ فرد آسانی سے یاد رکھ سکتا ہے۔ ان نکات کو سمجھنے کے بعد حدیث پڑھنے کا شوق پیدا ہو گا اور دل علم حدیث کی طرف مائل ہو گا۔

اسماء الرجال کا تعارف

اسماء الرجال کا کام نبی کریم ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کے الفاظ کی سچائی کو ہمیشہ کے لیے ثابت کرنے کی ایک شاندار مثال ہے۔ اسماء الرجال میں تقریباً پانچ لاکھ راویوں کی سوانح حیات محفوظ کی گئی ہیں جس میں ہر راوی کا نام، نسب، قبیلہ،، علاقہ، خاندان، سماجی پس منظر، دینی رجحانات، معاملات، ثقافتی و معاشرتی پس منظر، صداقت، دیانت، حافظہ، اور دیگر اخلاقی و شخصی اوصاف محفوظ کیے گئے ہیں۔ اس محنت کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ فلاں راوی کا وجود ہی نہ تھا یا وہ کسی اور علاقے سے تعلق رکھتا تھا۔

علم حدیث کے اصول: روایت اور درایت میں فرق

روایت کا مفہوم

روایت سے مراد حدیث کی سند ہے۔ روایت حدیث کی سند اور اس کے راویوں کی جانچ پرکھ پر مبنی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کہا جائے کہ یہ بیان ایک شخص نے دوسرے سے سنا، اس نے آگے کسی اور سے سنا، اور اسی طرح یہ سلسلہ تابعی تک پہنچا، پھر تابعی نے یہ بیان کسی صحابی سے سنا، اور وہ صحابی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتا ہے۔ یہ ایک سلسلہ ہے جو انسانوں پر مشتمل ہوتا ہے، اس میں ہر شخص کا ریکارڈ انتہائی باریک بینی سے محفوظ کیا گیا ہے۔ اسی لیے اس پر مکمل یقین ہوتا ہے۔

روایت کی تعریف: حدیث کے راویوں اور انکے حالات کا تجزیہ کرنا۔

مقصد: جھوٹے راویوں کو چھانٹنا

درایت کا مفہوم

درایت کا مطلب ہے کہ حدیث کا متن قرآن کریم، سنتِ اور اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔ اگر کوئی روایت بظاہر قرآن یا عقائدِ اسلام سے متصادم ہو تو وہ مسترد کر دی جاتی ہے، چاہے اس کی سند کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو۔ مثال کے طور پر، ایک حدیث میں ذکر ہو

کہ نماز پانچ کے بجائے تین وقت کی فرض ہے، تو یہ حدیث قابل قبول نہیں ہو گی کیونکہ قرآن اور سنت میں پانچ نمازوں کی فرضیت متواتر ہے۔

درایت کی تعریف: حدیث کے مفہوم کا قرآن اور دین سے مطابقت کے لحاظ سے جائزہ لینا۔

مقصد: تحریف یا غلط مفہوم کو رد کرنا۔

درایت کا معیار: حدیث کی قبولیت کی شرط

کوئی بھی حدیث، خواہ اس کی سند مضبوط ہو، اگر وہ قرآن مجید، متواتر سنت، یا اصولِ اسلام کے خلاف ہو تو وہ نا قابلِ قبول ہو گی۔
مثلاً نبی کریم ﷺ یا اہل بیتؑ کی شان میں گستاخی پر مبنی روایت یا اسلامی عقائد سے متصادم روایت۔

علم حدیث کی بنیاد: اگر حدیث روایت اور درایت کے دونوں معیار پر پورا اترے، تب ہی اسے قبول کیا جائے گا۔

روایت کے لحاظ سے احادیث کی اقسام

حدیث کو روایت کے لحاظ سے چار اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ صحیح حدیث، حسن حدیث، ضعیف حدیث، موضوع حدیث

صحیح حدیث

صحیح حدیث وہ ہوتی ہے جس کی سند میں تمام راوی پرہیزگار، متقی باکردار اور سچ بولنے والے ہوں، ان کی سچائی معاشرے میں ثابت شدہ ہو، ان کے حالات مکمل طور پر واضح ہوں، ان کی ملاقات اور دورانیہ اگلے راوی کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو۔ کبیرہ گناہوں سے محفوظ رہے ہوں، اور اگر گناہ کیا ہو تو توبہ کر لی ہو۔ اس کے علاوہ، صغیرہ گناہوں سے بھی بچے رہے ہوں اور کسی بھی قسم کی فریب دہی سے محفوظ رہے ہوں۔ راوی انتہائی ہوشیار اور ذہین ہوں، انھوں نے حدیث کو سنا ہو اور وہ حافظہ میں محفوظ رکھتے ہوں، اور حدیث کے الفاظ کو یاد رکھنے میں کسی قسم کی غفلت نہ کی ہو۔ ان کے حافظہ میں حدیث کے الفاظ بالکل صحیح ہوں اور انہیں ان الفاظ پر پورا اعتماد ہو۔ ان راویوں میں کوئی شک وشبہ پیدا نہ ہوا ہو، اور وہ حدیث کو سننے، سنانے اور پہنچانے کے وقت ان الفاظ پر کامل یقین رکھتے ہوں۔ اس طرح کی حدیث کو انتہائی معتبر اور صحیح سمجھا جاتا ہے۔

اگر 10 یا 15 راویوں کی سند میں سے کوئی ایک راوی بھی مشکوک ہو، تو حدیث کو صحیح نہیں کہا جائے گا۔ حدیث کے صحیح ہونے کے لیے جانچ کا معیار انتہائی سخت ہے۔ کسی ایک راوی کے کردار، یادداشت، یا ملاقات کے حوالے سے معمولی شبہ بھی حدیث کی درجہ بندی پر اثر ڈال سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث کا علم نہایت مستند سمجھا جاتا ہے۔ صحیح حدیث کا مقام روایت اور درایت کے اعتبار سے قرآن کے حکم کے برابر ہے۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ کا حکم صحیح ہے، ویسے ہی صحیح حدیث کا حکم ہے۔ صحیح حدیث پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ایمان کا حصہ ہے، بشرطیکہ وہ روایت اور درایت دونوں میں مستند ہو۔

حسن حدیث

وہ حدیث جس کے بعض راویوں میں کوئی نہ کوئی کمی ہو، لیکن یہ اس درجہ کی نہیں ہوتی کہ حدیث کی صحت پر اثر انداز ہو۔ مثال کے طور پر اگر کسی حدیث کی سند میں موجود راویوں میں سے ایک راوی کی یادداشت میں کچھ کمزوری ہو، لیکن وہ دیانت دار ہو، جھوٹ سے پاک ہو، اچھی شہرت اور کردار کا حامل ہو، اپنے قبیلے کے نسب سے واقف ہو، اور اس کا دور اگلے راوی سے جڑا ہوا ہو تو ایسی حدیث کو "حسن" کہا جائے گا۔ "حسن حدیث" کا درجہ "صحیح حدیث" کے بعد دوسرے درجے پر ہے۔ حسن حدیث قابل قبول ہے اور اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

ضعیف حدیث

ضعیف حدیث وہ ہے جس کے تمام یا بعض راوی وہ خصوصیات نہ رکھتے ہوں جو صحیح یا حسن حدیث کے راویوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس میں کسی نہ کسی قسم کی کمی یا نقص پایا جاتا ہے، جو حدیث کی صحت کو مشکوک بنا دیتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی راوی کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ نامعلوم ہے، اس کے آباؤاجداد یا قبیلے کے نسب کا علم نہ ہو، اس پر جھوٹ بولنے کا شبہ ہو، اس کے دور کا اگلے راوی کے دور سے تعلق ثابت نہ ہو۔ مثلاً، اگر کوئی راوی صحابی کے بعد کا ہے، تو وہ تابعی ہونا چاہیے اور اس کی پیدائش صحابہ کے دور میں ہونی چاہیے۔ اگر اس معیار میں کوئی نقص ہو، تو ایسی حدیث کو ضعیف کہا جاتا ہے۔

ضعیف حدیث کے حوالے سے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ ایک دودھاری تلوار کی مانند ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔"
اگر خدانخواستہ کوئی حدیث واقعی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہو اور ہم اسے ضعیف سمجھ کر رد کر دیں، تو بھی ہم گناہگار ہوں گے۔

ضعیف حدیث کو قبول کرنے کے اصول: اگر ضعیف حدیث میں خوشخبری، برکت، یا امت کی بھلائی کی بات ہو، تو اسے قبول کیا جا سکتا ہے۔ اگر حدیث دین کے بنیادی اصول، عقائد، یا اسلام اور کفر کے فرق کو واضح کرنے سے متعلق ہو اور وہ ضعیف ہو، تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ ضعیف حدیث کو مکمل طور پر مسترد نہیں کرنا چاہیے۔ ضروری ہے کہ اسے احتیاط سے پرکھا جائے اور اس کا جائزہ لیا جائے۔

موضوع حدیث

موضوع حدیث جھوٹی یا من گھڑت حدیث کو کہتے ہیں۔ اس میں تمام راوی مشکوک اور ناقابل اعتبار ہوتے ہیں۔ ایسی جھوٹی روایات کا مقصد عموماً" گمراہی یا فتنہ پھیلانا ہوتا ہے۔ محدثین نے ایسی احادیث کو مستند کتب سے الگ کر کے انہیں واضح طور پر مسترد کر دیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹی احادیث منسوب کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت کے لیے محدثین کو یہ توفیق دی اور انہوں نے سخت محنت سے موضوع احادیث کو اپنی کتبِ حدیث سے الگ کر دیا۔

صحاح ستہ میں بخاری اور مسلم کی کتابیں سب سے مستند ہیں اور ان میں جو احادیث پائی جاتی ہیں، وہ تقریباً تمام صحیح اور حسن ہیں۔ ان کے علاوہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ بھی معتبر کتب ہیں، مگر ان میں صحیح، حسن اور ضعیف تمام قسم کی احادیث موجود ہیں۔ ان کتابوں کے مؤلفین نے اپنی کتابوں میں حدیث کی ان اقسام کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

راویوں کے تسلسل کے لحاظ سے حدیث کی اقسام

حدیث متصل: وہ حدیث جس میں تمام راوی سلسلہ وار ذکر کیے گئے ہوں اور کوئی راوی درمیان سے غائب نہ ہو۔ اس قسم کی حدیث میں ہر راوی کا ذکر ایک تسلسل کے ساتھ ہوتا ہے، جس سے حدیث کی سند مضبوط اور متصل ثابت ہوتی ہے۔

حدیث منقطع: وہ حدیث جس میں صرف ایک راوی کا ذکر سلسلے سے غائب ہو یعنی ایک راوی کا ذکر حدیث کی سند میں نہ ہو۔

حدیث معضل: وہ حدیث جس میں ایک سے زیادہ راوی چھوٹ جائیں اور ان کا ذکر حدیث کی سند میں نہ ہو۔

راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام

راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی دو اقسام ہیں، خبر متواتر اور خبر واحد۔

خبر متواتر: جس حدیث کو ہر دور میں میں کم سے کم چار راوی روایت کریں، وہ روایت خبر متواتر یا حدیث متواتر کہلاتی ہے۔ یعنی ابتدا سے انتہا تک راوی کثیر ہوں۔ تواتر کا معنی ہے کہ کسی حدیث کو اس قدر زیادہ لوگ بیان کرنے والے ہوں کہ عقل کے نزدیک ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔ جو نبی ﷺ سے لفظاو معنا "متواتر ہو۔

خبر واحد: خبر واحد وہ حدیث ہے کہ جس میں خبر متواتر کی کوئی ایک شرط نہ ہو۔ اس کی تین اقسام ہیں:

مشہور حدیث: وہ حدیث جسے ہر دور میں میں کم سے کم تین راوی روایت کریں۔

عزیز حدیث: وہ حدیث جسے ہر دور میں میں کم سے کم دو راوی روایت کریں۔

غریب حدیث: وہ حدیث جس کے راویوں میں سے کسی راوی کی روایت صرف ایک ہی طبقے میں پائی جائے یعنی وہ حدیث جس کا کسی دور میں صرف ایک راوی ہو۔

راوی کے بیان کے لحاظ سے احادیث کی اقسام

حدیث قدسی

یہ وہ روایت ہے جو نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی، اس میں الفاظ نبی کریم ﷺ کے ہوتے ہیں اور مفہوم اللہ تعالیٰ کا۔ حدیث قدسی میں روایت کا سلسلہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ اگر نبی اکرم ﷺ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا، تو بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ نے وہی کہا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا۔ مثال کے طور پر، اگر کسی صحابی نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا" تو یہ حدیث قدسی کہلائے گی۔

حدیث مرفوع

حدیث مرفوع وہ حدیث ہے جس کا سلسلہ روایت رسول اللہ ﷺ تک پہنچے۔ اس میں صحابی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو کوئی عمل کرتے ہوئے دیکھا، یا کوئی عمل رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیا گیا اور آپ ﷺ نے اسے منع نہیں فرمایا۔

حدیث موقوف

وہ حدیث جس کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچے اور راویانِ حدیث صرف کسی صحابی تک اس کی روایت کریں۔ ایسی حدیث کو "موقوف" کہا جاتا ہے۔ یہ وہ حدیث ہے جس میں روایت صحابی کے قول یا عمل تک محدود رہتی ہے اور نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب نہیں کی جاتی۔ حدیث موقوف میں صحابی یہ نہیں کہتے کہ یہ بات انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی، یا انہوں نے نبی کریم ﷺ کو وہ عمل کرتے ہوئے دیکھا۔ تمام صحابہ کرام عادل اور قابل اعتماد ہیں، اس لیے اگر وہ کوئی بات کہتے ہیں، تو اس پر یقین کیا جاتا ہے کہ یہ بات انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ہی سنی ہوگی یا انہوں نے نبی کریم ﷺ کو وہ عمل کرتے ہوئے دیکھا ہوگا، مگر چونکہ وہ واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے، اس لیے یہ حدیث موقوف کہلاتی ہے۔

حدیث مقطوع

وہ حدیث جس کا سلسلہ صرف تابعی پر ختم ہو جائے اور وہ نہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچے اور نہ کسی صحابی تک۔ اگرچہ تابعین معتبر ہوتے ہیں، مگر چونکہ روایت نبی کریم ﷺ تک متصل نہیں ہوتی اس لیے ایسی حدیث کو "مقطوع" کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر امام جعفر صادق، جو ایک عظیم تابعی تھے، یہ فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا، تو یہ واضح ہے کہ امام جعفر صادق نے نبی کریم ﷺ کے زمانے کو نہیں پایا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک صحابی کا ذکر ہونا چاہیے تھا، لیکن یا تو صحابی کا نام چھوٹ گیا یا راوی نے اسے درج نہیں کیا۔ چونکہ تابعی حضرات کا قول قابل اعتماد ہوتا ہے، اس لیے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی ہی بات سمجھی جاتی ہے جو کسی صحابی کے ذریعے امام جعفر صادق تک پہنچی۔ ایسی حدیث کو "حدیث مقطوع" کہا جاتا ہے کیونکہ سند تابعی پر ختم ہو جاتی ہے اور مزید آگے نہیں بڑھتی۔

احترام نبوی ﷺ اور دین کے اصولوں کی بنیاد پر احادیث کو جانچنا

کوئی بھی حدیث جو نبی اکرم ﷺ، اہل بیت، یا ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی پر مبنی ہو، اسے کسی صورت قبول نہیں کیا جائے گا، چاہے اس کی سند کتنی ہی مضبوط ہو۔ اسی طرح حدیث کو قبول کرنے کے بڑے اصول یہ ہیں کہ وہ قرآن مجید اور دین کے بنیادی اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔ اگر کوئی حدیث قرآن کے کسی واضح حکم کے خلاف ہو، تو اسے رد کر دیا جائے گا۔

خلاصہ مضمون

قرآن و سنت کی اہمیت

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی رہنمائی کے لیے دو عظیم ہدایت کے سرچشمے چھوڑے، قرآن اور سنت۔ ان دونوں کے بغیر دین مکمل طور پر سمجھا اور عمل میں نہیں لایا جاسکتا۔ قرآن میں نماز، روزہ، زکوٰۃ جیسے احکامات موجود ہیں، مگر ان کی تفصیلات اور عملی تشریح صرف سنت کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔

علم حدیث کی تدوین اور حفاظت

حضور نبی کریم ﷺ کے قول، فعل، سیرت، احوال اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ حدیث کی روایت اور تدوین عہدِ نبوی سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ خلفائے راشدین، حضرت عمر بن عبد العزیز اور عباسی ادوار میں احادیث کی جمع، تدوین اور تعلیم کا باقاعدہ عمل شروع ہوا۔ علمِ حدیث کی حفاظت کے لیے محدثین نے جو اصول طے کیے، وہ دنیا کے کسی اور مذہب یا علمی روایت میں نہیں پائے جاتے۔ حدیث کے مطالعے، روایت و درایت، سند کا تسلسل، علمِ اسماء الرجال اور احادیث کی درجہ بندی نے اسلام کو ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رکھا۔ جیسا کہ امام ابن الصلاحؒ، امام نوویؒ، اور امام ذہبیؒ جیسے جلیل القدر علماء نے فرمایا۔ اسماء الرجال جیسا عظیم علم ایجاد ہوا جس میں تقریباً پانچ لاکھ راویوں کی سوانح محفوظ ہیں۔ جس میں ان سب کے نام، نسب، علاقہ، دیانت، حافظہ، سچائی، سماجی مقام وغیرہ درج ہیں۔ اس علم نے حدیث کی سچائی کو یقینی بنایا۔ علم حدیث دنیا کی سب سے دقیق اور منظم علمی روایت ہے، جو آج بھی اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔

احترام نبوی ﷺ اور دین کے اصولوں کی بنیاد پر احادیث کو جانچنا

احترامِ نبوی ﷺ اور اہل بیت کی شان کو مقدم رکھنا حدیث کے مطالعے اور قبولیت کا بنیادی اصول ہے۔ اسی طرح حدیث کو قبول کرنے کے بڑے اصول یہ ہیں کہ وہ قرآن مجید اور دین کے بنیادی اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔ اگر کوئی حدیث قرآن کے کسی واضح حکم کے خلاف ہو، تو اسے رد کر دیا جائے گا۔ یہ اصول نہ صرف حدیث کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں بلکہ محدثین کی عظیم خدمات کو بھی واضح کرتے ہیں، جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی حفاظت اور حدیث کی تحقیق کے لیے وقف کیں۔

علمِ حدیث کے اصول

روایت: حدیث کی سند اور راویوں کی جانچ۔

درایت: حدیث کے متن کا قرآن و سنت کے مطابق جائزہ۔ اگر کوئی حدیث قرآن یا متواتر سنت کے خلاف ہو، چاہے سند کتنی ہی مضبوط ہو، وہ ناقابلِ قبول سمجھی جاتی ہے۔

قبول حدیث کا بنیادی اصول: کوئی بھی حدیث نبی ﷺ، اہل بیتؑ یا دین اسلام کی توہین پر مشتمل ہو تو رد کر دی جاتی ہے۔

حدیث کی اقسام

روایت کے لحاظ سے حدیث کی اقسام

صحیح حدیث: وہ حدیث جس کی سند میں تمام راوی پرہیزگار، متقی با کردار اور سچ بولنے والے ہوں، ان کی سچائی معاشرے میں ثابت شدہ ہو اور حدیث کا متن درایت کے معیار پر پورا اترتا ہو۔

حسن حدیث: وہ حدیث جس کے بعض راویوں میں کوئی نہ کوئی کمی ہو، لیکن یہ اس درجہ کی نہیں ہوتی کہ حدیث کی صحت پر اثر انداز ہو۔ مثال کے طور پر اگر کسی حدیث کی سند میں موجود راویوں میں سے ایک راوی کی یادداشت میں کچھ کمزوری ہو، لیکن وہ دیانت دار ہو، جھوٹ سے پاک ہو، اچھی شہرت اور کردار کا حامل ہو۔

ضعیف حدیث: ضعیف حدیث وہ ہے جس کے تمام یا بعض راوی وہ خصوصیات نہ رکھتے ہوں جو صحیح یا حسن حدیث کے راویوں میں پائی جاتی ہیں۔اس میں کسی نہ کسی قسم کی کمی یا نقص پایا جاتا ہے جو حدیث کی صحت کو مشکوک بنا دیتا ہے۔مثال کے طور پر اگر کسی راوی پر جھوٹ بولنے کا شبہ ہو یا اس کے دور کا اگلے راوی کے دور سے تعلق ثابت نہ ہو۔

موضوع حدیث: موضوع حدیث جھوٹی یا من گھڑت حدیث کو کہتے ہیں۔اس میں تمام راوی مشکوک اور نا قابل اعتبار ہوتے ہیں۔ایسی جھوٹی روایات کا مقصد عموما" گمراہی یا فتنہ پھیلانا ہوتا ہے۔ محدثین نے ایسی احادیث کو مستند کتب سے الگ کر کے انہیں واضح طور پر مسترد کر دیا ہے۔

راوی کے بیان کے لحاظ سے حدیث کی اقسام

حدیث قدسی: حدیث قدسی میں روایت کا سلسلہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔

حدیث مرفوع: حدیث مرفوع وہ حدیث ہے جس کا سلسلہ روایت رسول اللہ ﷺ تک پہنچے۔

حدیث موقوف: وہ حدیث جس کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچے اور راویانِ حدیث صرف کسی صحابی تک اس کی روایت کریں۔حدیث موقوف میں صحابی یہ نہیں کہتے کہ یہ بات انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی۔یقین کیا جاتا ہے کہ یہ بات انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ہی سنی ہو گی، مگر چونکہ وہ واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے،اس لیے یہ حدیث موقوف کہلاتی ہے۔

حدیث مقطوع: وہ حدیث جس کا سلسلہ صرف تابعی پر ختم ہو جائے اور وہ نہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچے اور نہ کسی صحابی تک۔اگرچہ تابعین معتبر ہوتے ہیں، مگر چونکہ روایت نبی کریم ﷺ تک متصل نہیں ہوتی اس لیے ایسی حدیث کو "مقطوع" کہا جاتا ہے۔

راویوں کے تسلسل کے لحاظ سے حدیث کی اقسام

حدیث متصل: وہ حدیث جس میں تمام راوی سلسلہ وار ذکر کیے گئے ہوں اور کوئی راوی درمیان سے غائب نہ ہو۔

حدیث منقطع: وہ حدیث جس میں صرف ایک راوی کا ذکر سلسلے سے غائب ہو۔

حدیث معضل: وہ حدیث جس میں ایک سے زیادہ راوی چھوٹ جائیں اور ان کا ذکر حدیث کی سند میں نہ ہو۔

راویوں کی تعداد کے لحاظ سے حدیث کی اقسام

خبر متواتر: جس حدیث کو ہر دور میں میں کم سے کم چار راوی روایت کریں۔یعنی ابتدا سے انتہا تک راوی کثیر ہوں۔

خبر واحد: جس حدیث کو ہر دور میں ایک یا چند راویوں نے روایت کیا۔اسکی تین اقسام ہیں: مشہور حدیث (وہ حدیث جسے ہر دور میں کم سے کم تین راوی روایت کریں)، عزیز حدیث (وہ حدیث جسے ہر دور میں میں کم سے کم دو راوی روایت کریں) اور غریب حدیث (وہ حدیث جس کا کسی دور میں صرف ایک راوی ہو)۔